معاصر سماجی اخلاقی انحطاط: انفرادی واجتماعی تربیت کا لائحہ عمل سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

Contemporary Social and Moral Decline: A Framework for Individual and Collective Training in the Light of the Prophetic Seerah

سید حافظ دانیال احمد

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور

ڈاکٹر سجیلہ کوثر

چیئرپرسن شعبہ ادیانِ عالم وبین المذاہب ہم آہنگی، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور

Abstract

Human society began with the descent of Prophet Adam and Eve (peace be upon him) on earth. Socialism is inherent in the nature of man. The character of individuals leaves a deep impact on society. History is an eyewitness that successful nations have always been those who have taken special care of the moral situation of their society. The success or failure of a society depends on the moral status of individuals.Seerat-un-Nabi (peace be upon him) is such a code of life, where we get a plan of action for individual and collective training to deal with all kinds of social and moral degradation of every era without any division. There are many factors to improve the morality of society, by taking into account which, the intellectual and moral training of the members of the society can be carried out. In our society, individuals should have a prophetic awareness of good behavior and a sense of responsibility. Generosity, justice, patience and tolerance, selflessness, careful conversation, the value of health and time, and harmony are decreasing day by day among people. The changing situation of the family system and the increasing misbehavior among the youth have become difficult challenges. For all this, there is a dire need for personality development and career counseling. In general, all kinds of prejudices, undue fusionism, showiness, adultery, indecency, lies, backbiting, suspicion, jealousy, malice and grudge are becoming common in society.In the light of the Seerat-un-Nabi (peace be upon him), there is a need to highlight the guidance derived from all the above points. In this article, it will be ensured that in the mirror of the Seerat-un-Nabi (peace be upon him), such points are discussed to create a comprehensive plan of action to get rid of contemporary social and moral degradation, the implementation of which can significantly help in developing a peaceful atmosphere in the society.

Key Words: Peaceful Atmosphere, Moral Status, Socialism, Generosity.

انسانی معاشرہ اپنی ابتدا سے ہی اخلاقی قدروں کا محتاج رہا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ معاشرتی بقا اور ترقی ہمیشہ ان اصولوں پر منحصر رہی ہے جو انسان کے باہمی تعلقات کو عدل، رحم، ایثار اور تعاون پر استوار کرتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں انبیائے کرام کی بعثت کا بنیادی مقصد بھی تزکیۂ نفس اور اخلاقی اصلاح کو قرار دیا گیا ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔[1]

وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتا ہے اور بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اخلاقی تربیت کسی بھی معاشرے کی بقا کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ عصرِ حاضر میں اگرچہ سائنسی ترقی اور معاشی نمو نے انسان کو سہولتوں سے مالا مال کر دیا ہے، لیکن اخلاقی اقدار میں زوال کے باعث معاشرے میں بے سکونی اور انتشار بڑھ رہا ہے۔ خاندانی نظام کی کمزوری، نوجوان نسل میں بے راہ روی، مادیت پرستی، تعصبات، بداعتمادی اور عدم برداشت جیسے مسائل ایک سنجیدہ چیلنج کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔[2] ان مسائل نے نہ صرف انفرادی زندگی کو متاثر کیا ہے بلکہ اجتماعی سطح پر بھی بگاڑ پیدا کیا ہے، جس کے نتیجے میں معاشرہ اپنے توازن اور ہم آہنگی سے محروم ہوتا جا رہا ہے۔

ایسے حالات میں سیرتِ نبوی ﷺ کی طرف رجوع کرنا سب سے مؤثر اور پائیدار حل ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے جس معاشرے کو جہالت، ظلم اور اخلاقی انحطاط کے تاریک ماحول سے نکال کر عدل، مساوات اور باہمی اخوت پر مبنی معاشرے میں تبدیل کیا، وہ انسانی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔[3] آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ فرد اور معاشرے دونوں کی تعمیر کے لیے ایک ہمہ گیر ضابطۂ حیات فراہم کرتا ہے، جو ہر دور اور ہر نسل کے لیے یکساں طور پر رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

اس تحقیق کا مقصد یہی ہے کہ عصرِ حاضر کے سماجی و اخلاقی بحران کا تجزیہ سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں کیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ کس طرح انفرادی و اجتماعی تربیت کے ذریعے اخلاقی بگاڑ کا مؤثر تدارک ممکن ہے۔ اس مطالعے سے یہ بھی واضح ہوگا کہ نبوی تعلیمات کو اگر تعلیم، خاندانی نظام اور سماجی اداروں میں بطور عملی لائحہ عمل اختیار کیا جائے تو ایک متوازن اور پرامن معاشرہ تشکیل پا سکتا ہے۔

سماجی و اخلاقی انحطاط: ایک تجزیاتی مطالعہ

[1] الجمعۃ:2۔

[2] محمد طاہر القادری، اسلامی اخلاقیات، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، 2015، ص67۔

[3] محمد حمید اللہ، خطباتِ بہاولپور، مجلس ترقی ادب، لاہور، 1998، ص55۔

ہر انسانی معاشرہ اپنی بقا اور استحکام کے لیے اخلاقی اصولوں کا محتاج ہوتا ہے۔ جب یہ اصول کمزور پڑ جائیں تو انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بگاڑ ناگزیر ہو جاتا ہے۔ عصرِ حاضر میں ہمارا معاشرہ کئی طرح کے سماجی اور اخلاقی مسائل کا شکار ہے جن کا اثر فرد اور اجتماع دونوں پر گہرا ہے۔

1۔ انفرادی سطح کے مسائل:

انفرادی سطح پر اخلاقی انحطاط کی بڑی علامات میں بے راہ روی، احساسِ ذمہ داری کی کمی اور شخصیت کی کمزوری نمایاں ہیں۔ نوجوان طبقہ جو کسی بھی معاشرے کا مستقبل ہوتا ہے، آج مادیت، لذت پرستی اور منفی رجحانات کا شکار ہے۔ ان کے طرزِ فکر اور رویّوں میں مقصدیت کی کمی، وقت کے ضیاع اور صحتِ کردار سے غفلت روز بروز بڑھ رہی ہے۔[4]

2۔ اجتماعی سطح کے مسائل:

اجتماعی سطح پر خاندانی نظام کی ٹوٹ پھوٹ اور رشتوں میں عدم استحکام سب سے بڑا بحران ہے۔ طلاق کی بڑھتی شرح، والدین کے ساتھ بدسلوکی اور اولاد میں بغاوت خاندانی ڈھانچے کو کمزور کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ معاشرتی سطح پر عدم برداشت، تعصبات، بداعتمادی، جھگڑالو رویے اور مادیت پرستی غالب ہیں۔[5]

3۔ اخلاقی رذائل کا فروغ:

انحطاط کے اس دور میں جھوٹ، غیبت، فحاشی، بدگمانی، حسد اور بغض جیسے رذائل عام ہو چکے ہیں۔ میڈیا اور سوشل میڈیا نے ان برائیوں کو مزید بڑھا دیا ہے، جہاں نمود و نمائش، شہرت پسندی اور غیر ضروری فیشن پرستی نئی نسل کے رجحانات کی سمت متعین کر رہی ہیں۔[6] یہ رذائل نہ صرف افراد کی سیرت کو بگاڑ رہے ہیں بلکہ پورے معاشرے کو اخلاقی بحران کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

4۔ نتیجہ

اس تجزیے سے واضح ہوتا ہے کہ موجودہ دور میں سماجی و اخلاقی انحطاط ایک کثیر الجہتی بحران ہے جو انفرادی کردار سے لے کر اجتماعی ڈھانچے تک ہر سطح پر پھیل چکا ہے۔ اگر اس کی اصلاح کے لیے فوری اقدامات نہ کیے گئے تو معاشرتی بقا اور ترقی مزید خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ یہی وہ پس منظر ہے جس میں سیرتِ نبوی ﷺ کی طرف رجوع ناگزیر ہو جاتا ہے تاکہ ایک جامع اور مستند لائحہ عمل اخذ کیا جا سکے۔

---

[4] سید ابوالاعلیٰ مودودی، اخلاقی انقلاب اور اس کے مسائل، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، 1989، ص23۔

[5] ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضراتِ اخلاقیات، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد، 2004، ص78۔

[6] ڈاکٹر اسرار احمد، اسلام اور جدید معاشرتی مسائل، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، 2001، ص41۔

سیرتِ نبوی ﷺ بطور ضابطۂ حیات:

اسلام کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ انسان کو صرف چند عبادات یا رسمی معاملات تک محدود نہیں کرتا بلکہ زندگی کے ہر پہلو کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ رہنمائی اپنی کامل ترین صورت میں نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں جلوہ گر ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی نہ صرف ایک نبی اور رسول کی حیثیت سے بلکہ ایک استاد، مربی، قاضی، حکمران، سپہ سالار اور معاشرتی مصلح کی حیثیت سے بھی ہمارے لیے ضابطۂ حیات ہے۔ قرآن مجید نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا:

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللهَ كَثِيرًا۔[7]

بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لیے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے

1۔ سیرت کا ہمہ گیر پہلو:

نبی اکرم ﷺ کی سیرت کا سب سے بڑا امتیاز اس کی ہمہ گیریت ہے۔ آپ ﷺ نے انسان کی زندگی کے ہر گوشے کو چھوا، خواہ وہ انفرادی اخلاقیات ہوں یا اجتماعی نظامِ عدل۔ مکّی دور میں آپ ﷺ نے صبر، استقامت، حسنِ اخلاق، اور تبلیغ پر زور دیا جبکہ مدنی دور میں معاشرتی ہم آہنگی، عدل و مساوات، ریاستی نظم و نسق اور قانون کی بالادستی کے اصول قائم کیے۔ یوں سیرتِ نبوی ﷺ فرد کی اصلاح اور معاشرتی نظام کی تشکیل، دونوں کے لیے عملی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔[8]

2۔ نبوی تعلیمات میں سماجی و اخلاقی تربیت کے اصول:

رسول اللہ ﷺ نے معاشرتی اور اخلاقی تربیت کے لیے ایسے جامع اصول دیے جو ہر زمانے کے لیے قابلِ عمل ہیں۔ مثال کے طور پر:

عدل و انصاف:

آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ۔[9]

پچھلی بہت سی امتیں اس لیے ہلاک ہو گئیں کہ جب ان کا کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔

یہ حدیث اس بات کی مثال ہے کہ آپ ﷺ کے نزدیک قانون سب کے لیے برابر ہے۔

---

[7] الاحزاب: 21۔

[8] سید سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ، جلد 1، مجلسِ ترقی ادب، لاہور، 1988، ص 112۔

[9] صحیح البخاری، کتاب الحدود، حدیث 6788۔

اخوت و مساوات:

مدینہ پہنچنے کے بعد مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات قائم کی گئی، جو سماجی انصاف اور ہم آہنگی کی عملی شکل تھی۔[10]

رحم و عفو:

فتح مکہ کے موقع پر دشمنوں کے ساتھ عام معافی کا اعلان نبوی کردار کی بلند ترین مثال ہے۔[11]

3۔ نبی کریم ﷺ بطور معاشرتی مصلح:

نبی اکرم ﷺ نے اپنی سیرت میں سماجی برائیوں کو جڑ سے ختم کرنے پر زور دیا۔ عرب معاشرہ جس میں سود، جوا، قبائلی تعصبات، خواتین کی پستی اور طاقتور کی بالادستی عام تھی، آپ ﷺ نے وہاں عدل، مساوات، خواتین کے حقوق اور اجتماعی خیر کے اصول رائج کیے۔ حجۃ الوداع کے خطبہ میں آپ ﷺ نے انسانیت کے لیے ایسے اصول پیش کیے جو آج کے عالمی انسانی حقوق کے منشور سے بھی زیادہ جامع اور مربوط ہیں۔[12]

4۔ عصرِ حاضر کے لیے راہ نمائی:

آج جب ہمارا معاشرہ بداعتمادی، بے راہ روی اور اخلاقی زوال کا شکار ہے تو سیرتِ نبوی ﷺ ہمیں واضح رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ:

1. انفرادی سطح پر ایمان، عبادت اور حسنِ اخلاق کی بنیادیں مضبوط کی جائیں۔
2. خاندانی نظام کو عدل، مشاورت اور ذمہ داری پر قائم کیا جائے۔
3. ریاستی اور اجتماعی سطح پر قانون کی بالادستی، مساوات، اور رفاہِ عامہ کو فروغ دیا جائے۔

یوں سیرتِ نبوی ﷺ نہ صرف ایک تاریخی ورثہ ہے بلکہ آج بھی ایک زندہ ضابطۂ حیات ہے جو انسانیت کو سماجی و اخلاقی بحران سے نجات دلا سکتا ہے۔

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں سماجی و اخلاقی تربیت کا فکری و نظریاتی پس منظر

اسلام کی بنیاد ہی اخلاقی اور سماجی تربیت پر ہے۔ قرآنِ مجید نے بعثتِ نبوی ﷺ کے بنیادی مقاصد میں سے ایک مقصد کو "تزکیۂ نفس" قرار دیا ہے:

---

[10] محمد حمید اللہ، رسول اکرم کی سیاسی زندگی، مکتبہ فکر جدید، لاہور، 1991، ص85۔

[11] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، دار المعرفۃ، بیروت، 1990، ج2، ص412۔

[12] ڈاکٹر محمد حمید اللہ، خطبہ حجۃ الوداع کی دستاویزی حیثیت، مجلس ترقی ادب، لاہور، 1992، ص33۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔[13]

وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتا ہے اور بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔

اس آیت سے واضح ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد صرف تعلیم نہیں بلکہ عملی اخلاقی تربیت بھی تھا۔[14] نبی اکرم ﷺ نے خود اپنی بعثت کا مقصد اخلاقی اقدار کی تکمیل قرار دیا:

إنما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق۔[15]

بے شک مجھے مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔

یہ اعلان ظاہر کرتا ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ کو سمجھے بغیر سماجی و اخلاقی تربیت کا کوئی نظام مکمل نہیں ہو سکتا۔

سیرت کے مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ آپ ﷺ نے مکی دور میں زیادہ زور عقیدہ، صبر اور انفرادی اخلاق پر دیا، جبکہ مدنی دور میں اجتماعی نظم، معاشرتی عدل اور ریاستی تربیت کو بنیاد بنایا۔[16] اس ترتیب سے ظاہر ہوتا ہے کہ اخلاقی تربیت کا آغاز فرد سے ہوتا ہے اور اس کا کمال سماج اور ریاست کی سطح پر ظاہر ہوتا ہے۔

اسلامی اخلاق کا فکری سرچشمہ وحی ہے، جس میں ایمان، عدل، صدق، امانت، عفت، ایثار اور عدل و قسط جیسے اصول شامل ہیں۔ یہ اصول سیرت النبی ﷺ میں محض نظریات کے طور پر نہیں بلکہ عملی نمونہ کی صورت میں مجسم ہو کر سامنے آتے ہیں۔[17] نبی اکرم ﷺ کی شخصیت ہی اخلاقی تربیت کا محور تھی۔ قرآن نے آپ ﷺ کے بارے میں فرمایا:

وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ۔[18]

اور بے شک آپ خلقِ عظیم پر فائز ہیں۔

---

[13] الجمعۃ:2۔

[14] طبری، جامع البیان، ج23، ص485

[15] موطا امام مالک، کتاب حسن الخلق، ص422۔

[16] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1، ص245؛ ج2، ص56۔

[17] الغزالی، احیاء علوم الدین، ج3، ص52

[18] القلم:4۔

اس آیت کے تحت مفسرین نے لکھا کہ اخلاقِ نبوی ﷺ ہی اسلامی تربیت کا اعلیٰ ترین معیار ہے۔[19] یوں سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں سماجی و اخلاقی تربیت کا فکری پس منظر تین بنیادوں پر قائم ہوتا ہے:

1. وحیِ الٰہی کی تعلیمات
2. رسول اللہ ﷺ کی عملی سنت
3. آپ ﷺ کی قائم کردہ معاشرتی و ریاستی مثال

معاصر سماج میں اخلاقی انحطاط کے مظاہر

آج کا معاشرہ اگرچہ مادی ترقی میں آگے بڑھ رہا ہے، لیکن اخلاقی زوال اس کی سب سے بڑی کمزوری بن چکا ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ کے مقابلے میں موجودہ سماجی رویے ایک واضح تضاد کو ظاہر کرتے ہیں۔ اخلاقی انحطاط کی چند نمایاں جہات درج ذیل ہیں:

1۔ دیانت و امانت کا فقدان:

رسول اللہ ﷺ کو مکی دور میں ہی "الصادق" اور "الامین" کے القاب ملے تھے۔[20] مگر آج مسلم سماج میں دیانت کی کمی اور بدعنوانی ایک عام مرض بن چکا ہے۔ ادارہ جاتی سطح پر کرپشن اور بددیانتی اجتماعی اعتماد کو کھوکھلا کر رہی ہے۔[21]

2۔ سچائی اور وعدے کی پابندی میں کمزوری:

قرآن نے ایمان والوں کو کونوا مع الصادقین-[22] کا حکم دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

آية المنافق ثلاث: إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف وإذا اؤتمن خان۔[23]

منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ جب وعدہ کرے تو خلافی کرے اور جب امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے۔

افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ آج ہم مسلمانوں کی زندگی میں جھوٹ، وعدہ خلافی اور دوہرا معیار سماجی زندگی کا معمول بن گیا ہے۔

---

[19] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج4، ص408۔

[20] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1، ص180

[21] ابو الاعلیٰ مودودی، اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی، ص123۔

[22] التوبہ:119

[23] صحیح بخاری، کتاب الایمان، حدیث33۔

3۔ عفت و پاکیزگی میں انحطاط:

اسلامی معاشرت کا ایک اہم وصف حیا اور پاکدامنی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الحیاء شعبۃ من الإیمان۔[24]

مگر جدید معاشرت میں عریانیت، فحاشی اور زنا کو معمول بنایا جا رہا ہے، جس کے نتیجے میں خاندانی نظام کمزور ہو رہا ہے۔[25]

4۔ عدل و انصاف سے دوری:

سیرت النبی ﷺ میں عدل کی عملی مثالیں نمایاں ہیں۔ آپ ﷺ نے یہودی، قریشی اور غلام سب کے ساتھ انصاف کو یقینی بنایا۔[26] لیکن موجودہ سماج میں عدل کے بجائے طبقاتی فرق، اقربا پروری اور طاقت ور کے حق میں جھکاؤ غالب ہے۔

5۔ ایثار اور اجتماعی شعور کی کمی:

مدینہ میں نبی اکرم ﷺ نے انصار و مہاجرین کو اخوت کے رشتے میں جوڑا اور ایثار و قربانی کی عملی مثال قائم کی۔[27] مگر آج کا معاشرہ انفرادی مفاد پر مبنی ہے۔ حرص و ہوس اور خود غرضی نے اجتماعی بھلائی کے تصور کو کمزور کر دیا ہے۔

پاکستان کے موجودہ سماجی حالات میں نبوی اخلاقی تعلیمات کا اطلاق

پاکستان اسلامی جمہوریہ ہونے کے باوجود اخلاقی و سماجی بحرانوں سے دوچار ہے۔ اگر سیرت النبی ﷺ کی اخلاقی تعلیمات کو رہنما بنایا جائے تو معاشرتی بگاڑ پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ ذیل میں چند نمایاں جہات بیان کی جاتی ہیں:

1۔ دیانت داری اور ادارہ جاتی شفافیت:

پاکستان میں بدعنوانی اور کرپشن ایک بنیادی مسئلہ ہے۔[28] نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں امانت و دیانت کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[24] صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث 35۔

[25] یوسف القرضاوی، الاسلام والعلمانیۃ، ص 212۔

[26] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج 2، ص 147۔

[27] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج 2، ص 120۔

[28] ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل، کرپشن پرسیپشن انڈیکس 2023، ص 17۔

المؤمن من أمنه الناس على أموالهم وأنفسهم۔[29]

مومن وہ ہے، جس سے لوگ اپنے مال اور جان کے حوالے سے محفوظ ہوں۔

اگر یہ اصول ادارہ جاتی پالیسیوں میں شامل کیا جائے تو کرپشن پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

2۔ عدل و انصاف کا قیام:

پاکستانی معاشرہ طبقاتی تقسیم اور اقربا پروری سے بری طرح متاثر ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

إنما أهلك الذين قبلكم أنهم كانوا إذا سرق فيهم الشريف تركوه وإذا سرق فيهم الضعيف أقاموا عليه الحد۔[30]

پچھلی بہت سی امتیں اس لیے ہلاک ہو گئیں کہ جب ان کا کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔

اس تعلیم کی روشنی میں معاشرے میں انصاف سب کے لیے یکساں ہونا چاہیے۔

3۔ عفت و پاکدامنی کا فروغ:

پاکستان میں نوجوان نسل فحاشی، سوشل میڈیا کے منفی استعمال اور غیر اخلاقی رجحانات سے متاثر ہو رہی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من يضمن لي ما بين لحييه وما بين رجليه أضمن له الجنة۔[31]

جو شخص مجھے جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان دو چیزوں کی ضمانت دے دے میں اسے جنت کی ضمت دے دیتا ہوں۔

تعلیمی اداروں اور میڈیا میں اگر اس تعلیم کو فروغ دیا جائے تو معاشرتی تطہیر ممکن ہے۔

4۔ سچائی اور وعدہ کی پاسداری:

سیاسی اور سماجی سطح پر جھوٹ اور وعدہ خلافی ایک عام مرض ہے۔ قرآن کہتا ہے:

وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۔[32]

نبی ﷺ نے فرمایا:

---

[29] سنن نسائی، کتاب الایمان، حدیث 4995۔

[30] صحیح بخاری، کتاب الحدود، حدیث 6788۔

[31] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، حدیث 6474۔

[32] التوبہ: 119۔

الصدق يهدي إلى البر وإن البر يهدي إلى الجنة۔[33]

سچائی نیکی کی طرف لے کر جاتی ہے اور بے شک نیکی جنت کی طرف لے کر جاتی ہے۔

اس اخلاقی اصول کو حکمران طبقہ اور عوامی رویوں میں نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔

5۔ ایثار اور سماجی ہم آہنگی:

پاکستان میں فرقہ واریت اور گروہی تعصبات معاشرتی وحدت کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ سیرتِ طیبہ ﷺ میں انصار ومہاجرین کے درمیان اخوت کی بنیاد ایثار پر رکھی گئی۔[34] اگر پاکستانی سماج میں اس ماڈل کو اپنایا جائے تو فرقہ وارانہ تقسیم کم ہو سکتی ہے۔

6۔ حقوق العباد کی پاسداری:

پاکستان میں ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی، ماحولیاتی آلودگی اور عوامی وسائل کے غلط استعمال جیسی چیزیں عام ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده۔[35]

مسلمان وہ ہے، جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔

یہ تعلیم بتاتی ہے کہ حقیقی مسلمان وہ ہے جو دوسروں کو نقصان نہ پہنچائے۔

سیرت النبی ﷺ کی اخلاقی تعلیمات کے تناظر میں اصلاحی اقدامات اور تجاویز

پاکستان میں سماجی و اخلاقی بگاڑ کی اصلاح کے لیے محض نظری گفتگو کافی نہیں، بلکہ عملی اقدامات درکار ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ ایک ایسا جامع ماڈل فراہم کرتی ہے جو انفرادی کردار سازی سے لے کر ریاستی نظام تک ہر سطح پر رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ ذیل میں چند نمایاں تجاویز پیش کی جاتی ہیں:

1۔ نصابِ تعلیم میں اخلاقی تربیت کا لازمی شمول:

موجودہ نصاب میں اسلامیات اور اخلاقیات کو رٹے اور معلومات تک محدود کر دیا گیا ہے۔ ضرورت ہے کہ سیرت النبی ﷺ کے اخلاقی پہلوؤں (دیانت، سچائی، ایثار، مساوات) کو عملی کیس اسٹڈیز اور کردار سازی کی مشقوں کے ذریعے پڑھایا جائے۔

---

[33] صحیح مسلم، کتاب البر، حدیث 2607۔

[34] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج 2، ص 120۔

[35] صحیح بخاری، کتاب الایمان، حدیث 10۔

2۔ عدلیہ اور نظامِ انصاف میں سیرت کی تطبیق:

عدالتوں میں انصاف کی بروقت فراہمی اور یکساں اطلاق نبی ﷺ کے فرمان کا تقاضا ہے۔ تجویز ہے کہ وکلا اور ججز کے لیے سیرت النبی ﷺ پر مبنی اخلاقی تربیت کورسز لازمی ہوں۔

3۔ سیاست و حکومت میں شفافیت:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

كلكم راع وكلكم مسؤول عن رعيته۔[36]

تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے۔ اور ہر شخص سے اس کے ماتحت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

تجویز ہے کہ وزراء اور ارکانِ اسمبلی کے لیے عوامی احتساب اور اثاثہ جات کی شفافیت لازمی قرار دی جائے۔

4۔ میڈیا اور سوشل میڈیا کا مثبت استعمال:

آج کے دور میں میڈیا عوامی رائے کی تشکیل کا بڑا ذریعہ ہے۔ میڈیا پالیسی میں سیرت النبی ﷺ کے اخلاقی اصول جیسے صدق، عفت اور وقار کو مرکزی حیثیت دی جائے۔

5۔ خاندانی اور سماجی نظام کی اصلاح:

خاندانی نظام کے استحکام کے بغیر کوئی معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

خيركم خيركم لأهله۔[37]

تم میں سے بہتر وہ ہے، جو اپنے گھر والوں کے ساتھ بہتر ہو۔

تجویز ہے کہ نکاح، عائلی مسائل اور بچوں کی تربیت کے ضمن میں نبی اکرم ﷺ کے نمونے پر مبنی اصلاحی پروگرامز متعارف کرائے جائیں۔

6۔ عوامی شعور کی بیداری:

سیرت النبی ﷺ کو صرف علمی اور مذہبی حلقوں تک محدود رکھنے کے بجائے عوامی سطح پر بیداری کی تحریک چلائی جائے۔ ریڈیو، ٹی وی، سوشل میڈیا اور کمیونٹی پروگرامز میں سیرت کے اخلاقی پہلوؤں کو روزمرہ مسائل کے ساتھ جوڑ کر پیش کیا جائے۔

نتائجِ تحقیق:

---

[36] صحیح بخاری، کتاب الأحکام، حدیث 893۔

[37] سنن ترمذی، کتاب المناقب، حدیث 3895۔

پاکستان کو اس وقت جس بڑے بحران کا سامنا ہے، وہ صرف معاشی یا سیاسی نہیں بلکہ بنیادی طور پر اخلاقی بحران ہے۔ بد دیانتی، منافقت، ناانصافی، خود غرضی، بے صبری اور کرپشن نے معاشرتی ڈھانچے کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ ایسے وقت میں نبی اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ ہمارے لیے سب سے زیادہ روشن مینارِ ہدایت ہے۔

مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوئی کہ:

1. نبوی اخلاقیات کی اساس صدق، امانت، عدل، ایثار، صلہ رحمی اور مساوات، ہر وہ اصول ہیں جن پر ایک صالح معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔
2. عہدِ نبوی کا عملی ماڈل، مدینہ کی ریاست نے ثابت کیا کہ جب اخلاقی اصول حکومتی و سماجی ڈھانچے میں شامل ہوں تو پسماندہ قبائل بھی مہذب اور خوشحال قوم میں ڈھل جاتے ہیں۔
3. پاکستانی معاشرت میں انطباق، ہمارے تعلیمی، عدالتی، سیاسی اور خاندانی نظام میں اگر نبوی اخلاقیات کو ادارہ جاتی سطح پر نافذ کیا جائے تو موجودہ بحران پر قابو پایا جا سکتا ہے۔
4. میڈیا اور عوامی شعور، ابلاغی ذرائع کے ذریعے سیرت النبی ﷺ کے عملی و اخلاقی پہلو عوامی رویوں کا حصہ بن سکتے ہیں۔ اسی تناظر میں تجاویز بھی سامنے آئیں کہ نصاب میں اخلاقی تربیت شامل ہو، عدلیہ اور حکومت سیرت سے رہنمائی لے، میڈیا مثبت کردار ادا کرے اور خاندانی نظام میں نبوی اصولوں کو اپنایا جائے۔

سیرت النبی ﷺ محض ایک تاریخی تذکرہ نہیں بلکہ ایک زندہ اور ابدی ضابطۂ حیات ہے۔ آج پاکستان کو اگر اپنے بحرانوں سے نکلنا ہے تو جدید سیاسی و سماجی پالیسیوں کے ساتھ ساتھ سیرت النبی ﷺ کے اخلاقی اصولوں کو عملی بنیادوں پر اپنانا ہو گا۔ یہی وہ راستہ ہے جو ہمیں کرپشن، ناانصافی اور بداعتمادی کے اندھیروں سے نکال کر ترقی، انصاف اور امن کی روشنی کی طرف لے جا سکتا ہے۔

خلاصہ تحقیق:

انسانی سماج کا آغاز حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے زمین پر نزول سے ہی ہو گیا تھا۔ سماج پسندی انسان کی سرشت میں داخل ہے۔ افراد کا کردار سماج پر گہرے اثرات چھوڑتا ہے۔ تاریخ عینی شاہد ہے کہ کامیاب اقوام ہمیشہ سے وہ رہی ہیں، جنہوں نے اپنے سماج کی اخلاقی صورت حال کا خاص خیال رکھا ہے۔ سماج کی کامیابی یا ناکامی کا دارومدار افراد کی اخلاقی حیثیت پر ہوتا ہے۔

سیرت نبوی ﷺ ایسا ضابطہ حیات ہے، جہاں ہمیں بغیر کسی تقسیم کے ہر قسم اور ہر دور کے سماجی اخلاقی انحطاط سے نمٹنے کے لیے انفرادی و اجتماعی تربیت کا لائحہ عمل میسر آتا ہے۔ سماج کی اخلاقیات کو سنوارنے کے لیے بہت سے عوامل ہیں،

جن کا خیال رکھنے سے سماج کے افراد کی فکری و اخلاقی تربیت کی جاسکتی ہے۔ ہمارے سماج میں افراد کو حسن سلوک اور احساسِ ذمہ داری کا نبوی شعور ہونا چاہیے۔ لوگوں میں سخاوت، عدل، صبر و تحمل، ایثار، محتاط گفت گو، صحت و وقت کی قدر اور ہم آہنگی جیسے رجحان دن بہ دن کم ہو رہے ہیں۔ خاندانی نظام کی دگرگوں صورت حال اور نوجوانوں میں بڑھتی ہوئی بے راہ روی کٹھن چیلنجز بن چکے ہیں۔ اس سب کے لیے تعمیرِ شخصیت اور کیریئر کونسلنگ کی اشد ضرورت ہے۔ مجموعی طور پر سماج میں ہر قسم کے تعصبات، بے جا فیشن پرستی، نمود و نمائش، زنا، بے پردگی، جھوٹ، غیبت، بدگمانی، حسد، بغض اور کینہ جیسے رذائل عام ہوتے جارہے ہیں۔

سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں مذکورہ بالا تمام نکات کے متعلق اخذ شدہ راہ نمائی کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ مقالہ ہذا میں اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ سیرت طیبہ ﷺ کے آئینے میں عصری سماجی اخلاقی انحطاط سے چھٹکارے کی غرض سے جامع لائحہ عمل بنانے کے لیے ایسے نکات پر گفت گو کی جائے، جن کو لاگو کرنے سے سماج میں پرسکون فضا پروان چڑھنے میں خاطر خواہ مدد مل سکے۔